علامہ لطیف انور

بول بالا رہے بخاری کا

اے قلم! اے ذریعۂ اظہار
آج کاغذ پر اپنا سر دے مار
اپنے سینے کو اس طرح کر چاک
لفظ ڈالیں خود اپنے سر پر خاک
ذکر احساس کی تباہی کا
نام روشن نہ ہو سیاہی کا
طرز تحریر نا امید ہوا
خون کاغذ کا کیوں سفید ہوا
خامشی - کو پکارتا ہوں میں
دل میں خنجر اتارتا ہوں میں
وقت کیا دار پر چڑھا دے گا
بات کو اس قدر بڑھا دے گا
اشک آنکھوں ہیں تھم کے رہ جائے
آہ ہونٹوں پہ جم کے رہ جائے
کارواں آس کا لٹا کیسے
کیا بتاؤں اگر کوئی پوچھے
کون تھا میرِ کارواں میرا
کیا نہیں کوئی رازداں میرا
سب مرے راز دار ہیں لیکن
اپنی راتیں ہیں اور اپنے دن
میرے دن شوقِ وصل سے محروم
میری راتیں فراق سے مغموم
میں ہلاکِ غمِ جدائی ہوں
پیکرِ رنجِ بے نوائی ہوں
مجھ کو یارا نہیں سخن کیسا!
مجھ کو اب شوقِ انجمن کیسا
شمع خاموش ہو گئی جب سے
لب جدا ہو سکا نہ پھر لب سے
کوئی پروانہ جان کیا دے گا
عشق کو اب زبان کیا دے گا
کان ترسیں گے اس کہانی کو
اوج جس نے دیا جوانی کو
جس نے پیری کو آبرو بخشی
جس نے اخلاص کو نمو بخشی
جس کا عنوان تھا کوئی درویش
جس کا ہر سانس تھا سعادت کیش
کون درویش؟ مجھ کو کیا معلوم
کیا کھلے تجھ پر اے غمِ مرقوم
اس کی تصویر میں دکھاتا ہوں
اس کی باتیں تجھے سناتا ہوں
اس کی تصویر کا سوال نہیں
اس میں وہ قال اور حال نہیں

اس کی ہر بات یاد آئے گی
اشک کیسے، لہو رلائے گی

کس کو دعوئے تھا غم گساری کا
آؤ ماتم کریں بخاری کا

وہ بخاری کہ تھا عطا حق کی
وہ بخاری کہ تھا صدا حق کی

جس کو باطل جھکا سکا نہ کبھی
جس کو باطل دبا سکا نہ کبھی

جس کے پہلو میں تھا دل زندہ
جس کے دل میں تھا عشق تابندہ

عشق دار و رسن سے بے پروا
نغمہ برلب رہا یہاں کیا کیا

کتنی اونچی تھی جبر کی دیوار
پھر بھی پیدا تھے صبر کے آثار

وہ ستم آدمی کے سہتا تھا
خوف دل میں خدا کا رہتا تھا

بے نوا تھا مگر نرالا تھا
وہ جہاں تھا وہاں اجالا تھا

منبعِ نور اس کی پیشانی
اس کا چہرہ مدارِ تابانی

اس کے گیسو جمال کی ترتیب
اس کی آنکھیں سُرور کی تشبیب

ہائے وہ آب تھا نہ وہ گل تھا
وہ ہمہ حسن تھا ہمہ دل تھا

اب کہاں اس کو ڈھونڈنے جائیں
اب اسے ہم کہاں سے لے آئیں

سن، وہ آواز کان میں آئی!
دل کی دھڑکن زبان میں آئی

ایک سناٹا چھا گیا ہر سو
بولا سر چڑھ کے نطق کا جادو

جیسے ہستی فضا میں جھومی ہے
زیست مرکز کی سمت گھومی ہے

دل جھکے عشق کی نماز ہوئی
حق کی آواز سرفراز ہوئی

چپ ہے کیوں، بول کر دکھائے اب
کوئی لب کھول کر دکھائے اب

وہ خدا کا کلام پڑھتا ہے
سیل کی طرح آگے بڑھتا ہے

اس کو روکیں گے کیا خس و خاشاک
اس کے رستے میں کوئی ٹھہرے خاک

لو، بھرم کھل گیا بلاغت کا
بند ہے ناطقہ فصاحت کا

گنگ ہے فلسفہ ہے یا منطق
چہرہ دونوں کا ایک سا ہے فق

عرش سے لائی کیا اثر آواز
اس نے الحمد سے کیا آغاز

ہے ثنا خالق دو عالم کی
چھٹ گئی ہر طرف گھٹا غم کی

ایک تسکین کا ظہور ہوا ۔۔۔ دل کو حاصل عجب سرور ہوا
ڈھل گیا داغ بے قراری کا ۔۔۔ بول بالا رہے بخاری کا
ہائے اب وہ صدا نہیں آتی ۔۔۔ غم سے کیا پھٹ نہ جائے گی چھاتی
اس کی قربت تھی دل کی آبادی ۔۔۔ وہ سراپا تھا درس آزادی
دل لرزتا تھا اس سے ٹامی کا ۔۔۔ پاؤں ٹکتا نہ تھا غلامی کا
بھوک اور پیاس کی سزا کیا تھی ۔۔۔ اس کو معلوم تھا وفا کیا تھی
قید میں بھی رہا سدا آزاد ۔۔۔ اس کا منہ تکتا تھا ہر اک شداد
کوئی فرعون جب ہوا دوچار ۔۔۔ بڑھ گیا اور جذبِ دل کا وقار
تمکنت عشق کی نمایاں تھی ۔۔۔ کوئی منزل تھی، اس کو آساں تھی
وہ گدا تھا درِ محمد کا ۔۔۔ پاس تھا اس کو عظمتِ جدّ کا
حق و باطل میں امتیاز رہا ۔۔۔ وہ فقیری میں بے نیاز رہا
اس کا ثانی کہاں سے لائے گا ۔۔۔ کیا اسے کوئی بھول جائے گا
فکر میں بود و باش ہے اس کی ۔۔۔ زیست کو خود تلاش ہے اس کی

❄❄❄

سرخ لکیر
ماسٹر تاج الدین انصاری

احرار کے عظیم رہنما اور
تحریکِ آزادی کے ایک مجاہد
کی آپ بیتی
قیامِ پاکستان کے وقت
مسلمانوں پر کیا بیتی

قیمت 12 روپے

بخاری اکیڈمی، مہربان کالونی، ملتان۔